جنابِ ثروت صولت

سیدی علی رئیس

ایک اہلِ قلم ترک جہازراں

ترکی کی سیاسی اور عسکری تاریخ میں ہمیں ایسی شخصیتیں اچھی خاصی تعداد میں نظر آتی ہیں جو اہلِ سیف ہونے کے ساتھ اہلِ قلم بھی تھیں۔ سولھویں صدی کا مشہور جہازراں اور امیرالبحر سیدی علی رئیس جو کاتب رومی کے نام سے بھی معروف ہے ایسی ہی شخصیت تھی۔ اس کے دادا بحیرۂ اسود کے ساحلی شہر سلوپ سے استنبول آئے تھے جہاں وہ غلطہ کے ترسانہ یعنی جہاز سازی کے کارخانہ کے کتخدا ہو گئے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے حسین اپنے باپ کی جگہ کتخدا ہوئے۔ سیدی علی سولھویں صدی کے آغاز میں پیدا ہوا اور اس نے کم عمری ہی میں ترسانہ کی ملازمت اختیار کر لی اور اس طرح اپنے آبائی پیشے کو جاری رکھا۔

سیدی علی نے عثمانی بحریہ میں انتظامی اور جنگی دونوں قسم کی خدمات انجام دیں۔ انتظامی لحاظ سے وہ بھی ترقی کرتے کرتے اپنے باپ اور دادا کی طرح غلطہ کے ترسانہ کا کتخدا ہو گیا۔ اور آخر میں خاصہ رئیس یعنی بادشاہ کی جنگی کشتیوں کا کماندار ہو گیا۔

بحری جنگیں

جہاں تک جنگی سرگرمیوں کا تعلق ہے سیدی علی نے ان کا آغاز جزیرۂ رہوڈس کی مہم میں حصہ لے کر ۱۵۲۲ میں کیا اور اس کے بعد اس نے بحیرۂ روم میں تمام اہم مہموں میں حصہ لیا۔ خیرالدین باربروسہ کی ماتحتی میں سیدی علی نے کئی جنگوں میں شرکت کی۔ ۱۵۳۸ میں پریویزا کی مشہور جنگ میں وہ عثمانی بیڑے کے بائیں بازو کا کماندار تھا اور اس جنگ میں اس نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ ۱۵۵۱ میں طرابلس الغرب کی فتح میں بھی اس نے اپنے جہازوں کے ساتھ حصہ لیا۔

پرتگالی اس زمانے میں عدن، باب المندب، مسقط اور خلیج فارس کے مختلف مقامات پر

قابض ہوگئے تھے۔ بحیرۂ عرب اور بحر ہند میں عربوں کی جہاز رانی اور حاجیوں کی آمد و رفت کی راہ میں بڑا خطرہ بن گئے تھے۔ پرتگالی خطرے کا تدارک کرنے کے لیے سلیمان قانونی نے ۱۵۲۵ اور ۱۵۳۸ میں دو مرتبہ کارروائی بھی کی تھی اور آخرالذکر مہم کے دوران ترک امیرالبحر سلیمان پاشا عدن فتح کرنے کے بعد گجرات تک پہنچ گیا تھا جہاں اس نے پرتگالی بندرگاہ "دیو" کا محاصرہ کر لیا تھا لیکن سلیمان کی واپسی کے بعد پرتگالیوں نے عدن پر پھر قبضہ کر لیا اور ۱۵۵۱ میں جدہ پر بھی حملہ کیا اور انھوں نے بندرگاہ سویز میں واقع عثمانی بحری اڈے پر بھی حملے کی دھمکی دی۔ یہ وہی زمانہ تھا جب سیدی علی رئیس طرابلس کی مہم میں مصروف کار تھا۔

سلیمان قانونی نے اس مرتبہ مشہور جہازراں پیری رئیس کو جو مصر کا قبودان پاشا تھا اور جو سیدی علی رئیس کی طرح اہلِ سیف اور اہلِ قلم ہونے کی دونوں صفات کا مالک تھا، پرتگالیوں کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دیا۔ پیری رئیس نے عدن اور مسقط کو پرتگالیوں کے قبضے سے نکالنے کے بعد خلیج فارس میں پرتگالیوں کے اڈے ہرمز کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن یہاں ایک روایت کے مطابق اس کو پرتگالیوں کے مقابلے میں شکست ہوئی۔ اور دوسری روایت کے مطابق اس نے ایک بڑے پرتگالی بیڑے کی آمد کی خبر سن کر محاصرہ اٹھا لیا اور اپنے پندرہ جہازوں کو بصرہ میں چھوڑ کر صرف دو جہازوں کے ساتھ مصر واپس آگیا۔

پیری رئیس کی اس ناکامی کے بعد سلیمان قانونی نے سیدی علی کو جو طرابلس کی مہم سے فارغ ہو چکا تھا، ۱۵۵۲ میں مصر کا قبودان پاشا بنا دیا، اور پیری رئیس کے چھوڑے ہوئے جہازوں کو بصرہ سے واپس لانے کا حکم دیا۔ سیدی علی حلب، موصل اور بغداد کے راستے فروری ۱۵۵۴ کے اوائل میں بصرہ پہنچ گیا۔ جہاز چونکہ بہت زیادہ شکستہ ہو گئے تھے اس لیے ان کی مرمت میں کافی وقت صرف ہوا اور ان کو مسلح کرنے کے لیے توپیں بھی ضرورت کے مطابق فراہم نہ ہو سکیں۔ اس ناکافی تیاری کے بعد جب وہ بصرہ سے سویز کی طرف روانہ ہوا تو پہلے ہرمز اور پھر مسقط کے پاس اس کا پرتگالی بیڑے سے تصادم ہو گیا جو تعداد کے لحاظ سے سیدی علی رئیس کے بیڑے سے بڑا تھا۔ ہرمز کی لڑائی میں پرتگالی بیڑے میں ۲۵ جہاز تھے اور مسقط کی لڑائی میں ۳۲ جہاز۔ پہلی لڑائی میں ایک جہاز غرق ہونے کے بعد پرتگالی پسپا ہو گئے اور دوسری لڑائی میں سیدی علی نے ان کے پانچ جہاز غرق کر دیے اور کئی جہاز چھین لیے

سیدی علی کے بھی پانچ جہاز غرق ہو گئے۔ غرض اس آخری معرکے میں جسے سیدی علی نے پرے ویزا کی جنگ سے بھی زیادہ خوفناک قرار دیا، طرفین کا شدید جانی اور مالی نقصان ہوا۔

رات کی تاریکی نے دونوں بیڑوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا اور پھر ایک طوفانی ہوا نے سیدی علی کے بیڑے کو ساحلِ مکران پر گوادر کے پاس پہنچا دیا۔ جب وہ گوادر سے مصر کی طرف روانہ ہوا تو حضر موت کے جنوب میں ظفار اور صحار کی بندرگاہوں کے پاس اس بیڑے کو ایک اور شدید طوفان نے گھیر لیا۔ یہ طوفانِ باد و باراں کئی دن جاری رہا اور اس نے سیدی علی کے جہازوں کو دھکیل کر گجرات کے ساحل پر پہنچا دیا۔ بیشتر جہاز چونکہ غرق یا شکستہ ہو چکے تھے اس لیے سیدی علی اور اس کے پچاس ساتھیوں نے خشکی کے راستے ترکی واپس جانے کا فیصلہ کیا۔ سیدی علی سورت، احمد آباد، ٹھٹھہ، بھکر، ملتان، لاہور، دہلی، کابل، سمرقند، بخارا، مشہد، قزوین اور بغداد ہوتا ہوا ماہِ رجب ۹۶۴ھ مطابق مئی ۱۵۵۷ء میں استنبول پہنچا اور جب یہ معلوم ہوا کہ سلطان سلیمان ادرنہ میں ہے تو وہاں پہنچ کر اپنی سرگزشت اس کو سنائی۔ بادشاہ نے اپنے وفادار ملازم کی پوری طرح قدر کی۔ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو چار سال کی بقایا تنخواہ ادا کر دی گئی۔ مصر کے قابودان پاشا کا عہدہ اس دوران میں چونکہ خضر رئیس کو دے دیا گیا تھا اس لیے بادشاہ نے پہلے سیدی علی کی اسّی آقچے یومیہ تنخواہ مقرر کر دی، پھر محکمہ متفرقہ میں ملازمت دی اور آخر میں اسی سال اس کو میا بکر کا دفتردار مقرر کر دیا۔ پانچ سال کے بعد جب جمادی الاول ۹۷۰ھ - ۱۵۶۲ء میں اس کا انتقال ہو گیا تو وہ اسی عہدہ پر فائز تھا۔

تصانیف

بحری معرکہ آرائیوں سے قطع نظر سیدی علی کی شہرت کی ایک بڑی وجہ اس کی تصانیف ہیں۔ اس کی علمی صلاحیتوں کے بارے میں حاجی خلیفہ نے لکھا ہے کہ:

"سیدی علی کے بعد ترسانہ کے دستے میں کوئی دوسرا شخص ایسا نہیں آیا جس کا علمی لحاظ سے سیدی علی سے مقابلہ کیا جا سکے"[1]

---

[1] تحفۃ الکبار فی اسفار البحار از حاجی خلیفہ ص ۶۲

سیدی علی کی بیشتر تصانیف علمِ ریاضی اور جہاز رانی سے متعلق ہیں۔ لیکن وہ ان کے علاوہ ایک سفر نامہ کا مصنف اور شاعر بھی ہے۔ شاعر کی حیثیت سے وہ کاتبی تخلص کرتا تھا۔ اس کا کوئی مرتب دیوان نہیں ہے۔ اس کی کتابوں، بالخصوص سفر نامہ مراۃ الممالک میں اس کے کلام کے نمونے ملتے ہیں۔ اس کی زبان عثمانی ترکی ہے لیکن ہندوستان میں قیام کے دوران اس نے چغتائی ترکی میں بھی کامیاب غزلیں لکھیں۔ صرف مراۃ الممالک میں کم از کم چودہ غزلیں، چار تاریخی قطعے، دو رُباعیاں اور متفرق اشعار موجود ہیں۔ سیاحت کے زمانہ میں ان غزلوں اور اشعار کی مدد سے اس نے حکمرانوں کا التفات حاصل کیا اور مشہد اور قزوین میں ان کی بدولت قید و بند سے نجات ملی۔ ہمایوں نے اس کی قادر الکلامی کو دیکھ کر اسے میر علی شیر ثانی کا خطاب دیا تھا۔

سیدی علی رئیس کی نثری تصانیف حسبِ ذیل ہیں:

مراۃ کائنات

اُصطرلاب بنانا اور اس کو استعمال کرنا، آفتاب کا ارتفاع، تاروں کا فاصلہ اور دریاؤں کا عرض معلوم کرنا، ظہر کے وقت کا تعین کرنا اور ربع مجیب، وہ موضوعات ہیں جن سے اس کتاب میں بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب پانچ مقالوں اور ایک سو بیس ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب اگرچہ بنیادی طور پر علمِ جہاز رانی سے متعلق ہے لیکن اس میں سیدی علی رئیس نے علمِ نجوم کے بعض پہلوؤں سے بھی بحث کی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ استنبول یونیورسٹی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

خلاصۃ الہیئتہ

جب سیدی علی حلب میں تھا تو اس کے ریاضی کے استاد حمد اللہ بن شیخ جمال الدین نے اس سے کہا تھا کہ علمِ ہیئت سے متعلق ترکی زبان میں کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ استاد کی ہدایت پر سیدی علی نے مشہور ترک ماہر فلکیات علی کوشجو کی کتاب "فتحیۃ" کا ترکی میں ترجمہ کیا اور اس کا نام "خلاصۃ الہیئتہ" رکھا۔ لیکن اس کتاب میں سیدی علی رئیس نے صرف ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ محمود بن عمر چغمنی اور قاضی زادہ رومی کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہوئے ترجمہ میں بہت سے اضافے بھی کیے ہیں۔

اس کتاب کا نسخہ کتب خانہ ایا صوفیہ میں شمارہ ۲۵۹۱ پر اور کتب خانہ نور و عثمانیہ میں شمارہ ۲۹۱۱

پر موجود ہے ۔

کتاب المحیط فی علم الافلاک والبحور

یہ سیدی علی رئیس کی مشہور کتاب ہے اور احمد آباد (گجرات) کے قیام کے زمانہ میں ۱۵۵۴ء میں لکھی گئی تھی ۔ مؤلف کا مقصد اپنے تجربوں کی روشنی میں ایسی کتاب لکھنا تھا جس کی مدد سے جہازراں بحر ہند میں آسانی سے سفر کر سکیں ۔ اس کتاب کی تالیف میں سیدی علی نے ان کتابوں سے مدد لینے کے بعد جواب تک اس موضوع پر لکھی گئی تھیں اپنے ذاتی مشاہدوں کو بھی شامل کر دیا ہے ۔ کتاب دس ابواب اور پچاس فصلوں پر مشتمل ہے ۔ کتاب سمت کے تعین، قطب نما کے استعمال وقت معلوم کرنے، بحری سفر میں اہمیت رکھنے والے ستاروں کے طلوع و غروب، مشہور بندرگاہوں بحر ہند کے جزیروں، ہواؤں، طوفانوں اور سیر و سفر کے راستوں کے بارے میں اہم معلومات پر مشتمل ہے ۔

کتاب کے چوتھے باب میں امریکہ سے متعلق ایک فصل کا اضافہ بھی کیا گیا ہے ۔ اسلامی دنیا میں سیدی علی دوسرا مسلمان ہے جس نے اپنی تصنیف میں "امریکہ" کا ذکر کیا ہے ۔ اس سے قبل ترک جہازراں پیری رئیس نے بحر اوقیانوس کے نقشہ میں اس کی نشاندہی کی تھی ۔ ترک فاضل شمس الدین توران نے تصریح کی ہے کہ "کاتب چلپی (حاجی خلیفہ) نے اپنی کتاب جہاں نما میں سیلون، جاوا، سماٹرا، اور دوسرے جزائر کے بارے میں معلومات تمام کی تمام سیدی علی کی کتاب محیط" سے نقل کی ہیں"۔ [۵۲]

محیط میں بحر ہند سے متعلق بحری فلکیات اور طبیعی جغرافیہ کے موضوع پر جو حصے ہیں وہ پچھلی صدی میں انگریزی، اطالوی اور جرمن میں ترجمہ ہو گئے تھے ۔ ان کا انگریزی ترجمہ EXTRACTS FROM MOHIT کے عنوان سے ۱۸۳۴ اور ۱۸۳۸ء کے درمیان جرنل آف دی ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال میں شائع ہوا تھا ۔ جزائر بحر ہند اور نئی دنیا (امریکہ) سے متعلق حصوں کا جو جرمن ترجمہ شائع ہوا ہے اس میں تیس نقشے بھی دیے گئے ہیں [۵۳]

---

۵۲ اسلام انسی کلوپیدیسی (ترکی)، جلد دہم مقالہ سیدی علی رئیس ۔ ۵۳ ایضاً

مراۃ الممالک

یہ سیدی علی رئیس کی آخری تصنیف ہے۔ جیساکہ بتایا جاچکا ہے۔ سلطان سلیمان قانونی نے سیدی علی کو ان جہازوں کو واپس لانے کے لیے حکم دیا تھا جو پیری رئیس بصرہ میں چھوڑ آیا تھا۔ سیدی علی جب ان جہازوں کو لے کر بصرہ سے مصر کے لیے روانہ ہوا تو دو مرتبہ اس کا تصادم پرتگالی بیڑوں سے ہوا اور اس کے بعد اس کے جہاز ایک شدید طوفان باد و باراں کا شکار ہو گئے جس نے سیدی علی رئیس اور اس کے ساتھیوں کو عرب کے جنوبی ساحل سے دھکیل کر گجرات پہنچا دیا اور وہ خشکی کے راستے استنبول کا سفر اختیار کرنے پر مجبور ہوا۔ یہ دراصل ایک جبری سفر تھا جو اسے اختیار کرنا پڑا۔ مراۃ الممالک اسی جبری سفر کی داستان ہے۔ سیدی علی رئیس نے یہ سفر نامہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں کی خواہش پر لکھا۔ سفر کا آغاز حلب سے ہوتا ہے اور اختتام ترکی شہر ادرنہ پر۔ اس سفر نامہ میں سیدی علی رئیس نے بحری جنگوں، طوفان کی ہلاکت خیزی، راستے کے مصائب اور عجائب و غرائب اور شہروں کے حالات بڑے دلچسپ انداز میں لکھے ہیں۔

یہ سفر نامہ ترکی ادب کی تاریخ میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ زبان سادہ ہے۔ طرز بیان میں خلوص ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہ سفر نامہ سولھویں صدی کے عثمانی ترکوں کی عظمت، جذبات اور امنگوں کی صحیح صحیح عکاسی کرتا ہے۔

اس سفر نامہ کا ترکی متن ترک محقق نجیب عاصم کے مقدمہ کے ساتھ احمد جودت کی طرف سے اقدام کتب خانہ، استنبول نے ۱۳۱۳ھ میں شائع کیا تھا۔ ترک اہل قلم خیر اللہ عرس اور مصطفیٰ نہاد اذرون نے سفر نامہ کے منتخب حصے HINDISTAN DAN ISTANBUL یعنی "ہندوستان سے استنبول تک" کے زیر عنوان میں انقرہ سے شائع کیے۔

مغربی زبانوں میں اس کے مکمل اور نامکمل ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۸۲۶ میں F. FRIEDRICH DIEZ نے اس کا جرمن ترجمہ اور اس کے بعد ایم۔ موریس (MORISS) نے بعض حصوں کا فرانسیسی ترجمہ شائع کیا۔ ہنگری کے مشہور مستشرق ویمبری نے اس کا انگریزی ترجمہ (THE TRAVELS AND ADVENTURES OF THE TURKISH ADMIRAL SIDI ALI REIS) کے نام سے ۱۸۹۹ میں لندن سے شائع کیا۔ یہ ترجمہ نجیب عاصم کے شائع کردہ نسخہ سے کیا گیا تھا۔

سفر نامہ کا اردو ترجمہ موجودہ صدی کے اوائل میں لاہور سے شائع ہوا تھا جو غالباً مولوی انشاءاللہ خاں نے ویمبری کے انگریزی ترجمہ سے کیا تھا اور شاید پیسہ اخبار لاہور نے شائع کیا تھا۔ اب یہ ترجمہ نایاب ہے۔ میں نے اس کا ایک نسخہ قیام پاکستان سے قبل جبل پور (مدھیہ پردیش) کی میونسپل لائبریری میں دیکھا تھا۔ اس کے ترجمہ میں سیدی علی رئیس کی وہ غزلیں، اور اشعار ترجمہ نہیں کیے گئے تھے جو اصل ترکی متن میں موجود ہیں۔ لیکن جن کو ویمبری نے بھی اپنے انگریزی ترجمہ میں چھوڑ دیا تھا۔

مراۃ الممالک کا مکمل متن ابھی تک ترکی میں بھی شائع نہیں ہوا۔ اقدام کتب خانہ سے جو متن شائع ہوا تھا وہ صرف ان حصوں کا تھا جن پر جرمن مستشرقین تحقیق کر چکے تھے۔

مراۃ الممالک کا تازہ ترین ترجمہ روسی زبان میں کیا گیا ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ روسی ترجمہ کا ماخذ اقدام کتب خانہ والا نسخہ ہی ہے یا کوئی اور نسخہ ہے۔

مسلمانوں کے سیاسی افکار

از پروفیسر رشید احمد

مسلمان مفکروں نے سیاسی نظریہ سازی کی تاریخ میں بہت اہم ابواب کا اضافہ کیا ہے۔ اس کتاب میں مختلف زمانوں اور مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمان مفکروں، اور مدبروں کے سیاسی نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب بی۔ اے کے نصاب میں داخل ہے۔

قیمت : ۱۵ روپے

ملنے کا پتہ

ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور

انڈونیشیا

از شاہد حسین رزاقی

یہ کتاب انڈونیشیا کا ایک مکمل خاکہ ہے جس کے مختلف ابواب میں تاریخی تسلسل کے ساتھ عہدِ قدیم، ہندوؤں اور بدھوں اور مسلمانوں کی سلطنتوں، ولندیزیوں کے دورِ حکومت اور جنگِ آزادی کی تاریخ نہایت خوبی سے قلم بند کی گئی ہے۔ اسلامی دور کو خاص طور پر پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ کتاب کا بڑا حصہ انڈونیشی جزائر میں اسلام کی اشاعت، دینی افکار کی ترقی، اسلامی تحریکوں اور تنظیموں کے مقاصد و نظریات، ملی اتحاد، سیاسی بیداری اور حصولِ آزادی کے لیے ان کی جدوجہد کے تفصیلی بیان پر مشتمل ہے۔ اس کے ساتھ ہی قومی اور اشتراکی تحریکوں، تعلیمی اور ثقافتی جماعتوں اور ملک کی اہم شخصیتوں کے حالات بھی قلم بند کیے گئے ہیں۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد دس سال کے دوران میں اہم واقعات پیش آئے۔ کمیونسٹوں کی ناکام بغاوت، سوکارنو کے زوال اور سوہارتو کے برسرِ اقتدار آنے سے جو نتائج مرتب ہوئے اور داخلی و خارجی مسائل کو حل کرنے کی جو تدبیریں اختیار کی گئیں ان کو وضاحت سے بیان کرنے کے لیے اس ایڈیشن میں دو ابواب کا اضافہ کیا گیا ہے اور پہلے ایڈیشن کے آخری تین باب بھی دوبارہ لکھے گئے ہیں تاکہ ملک کو درپیش مسائل، نئے دور کے رجحانات اور ممتاز قومی رہنماؤں کے مقاصد و نظریات سے بخوبی واقفیت ہو سکے اور اس ملک کا ہر پہلو پوری طرح نظروں کے سامنے آجائے۔ قیمت: ۱۵ روپے

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور